© rasailojaraid.com

پرائیویسی قائم رہے۔ وہ روزمرہ کے کاموں کو آپس میں اس طرح تقسیم کرلیں کہ کسی کے لیے شکایت کا موقع نہ رہے، باہمی معاملات میں محبت اور ایثار کی روش کو اپنائیں، چھوٹی موٹی شکایتوں کو نظرانداز کریں۔ لیکن اگر ایک ساتھ رہنے کی وجہ سے ان میں اَن بَن رہتی ہو، ایک دوسرے سے شکایت میں اضافہ ہو رہا ہو، یہاں تک کہ لڑائی جھگڑے کی نوبت آجاتی ہو تو بیوی کو الگ رہایش فراہم کرنا شوہر کی ذمے داری ہے۔ ضروری نہیں کہ وہ الگ سے مکان خرید کر بیوی کو دے، بلکہ معاشی تنگی کی صورت میں وہ اسے کرایے کا مکان فراہم کرسکتا ہے۔ مشترکہ خاندان میں رہتے ہوئے اہلِ خانہ باہم لڑتے جھگڑتے رہیں اور تناؤ اور کشیدگی کے ساتھ زندگی گزاریں، اس سے بہتر ہے کہ وہ الگ الگ رہیں اور ان کے باہمی تعلقات خوش گوار رہیں۔ (مولانا محمد رضی الاسلام ندوی)

اذان کے کلمات میں اضافہ

س: ہمارے یہاں ایک صاحب نے اذان کے آخری کلمہ لا الٰہ الا اللہ کے بعد مائک ہی پر دھیمی آواز میں محمد رسول اللہ کہا۔ اس پر میں نے انھیں سخت الفاظ میں ٹوکا اور کہا کہ اگر یہ اضافہ مقصود ہوتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خود ہی یہ اضافہ کردیتے۔ جب آپؐ نے اضافہ نہیں کیا ہے تو اب ہمیں بھی ایسا کرنے کی اجازت نہیں ہے۔ جواب میں ان صاحب نے کہا کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ایک بار نماز پڑھا رہے تھے۔ رکوع سے اٹھتے ہوئے جب آپؐ نے سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہ فرمایا تو ایک صحابی نے رَبَّنَالَکَ الحَمد کے ساتھ حَمْداً کَثِیراً طَیِّباً مُّبَارَکاً فِیہِ کہا۔ اس اضافے پر آپؐ نے نکیر کرنے کے بجائے ان کی تعریف کی۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ کوئی ایسا اضافہ، جو دین کی بنیادی تعلیمات سے مطابقت رکھتا ہو، غلط نہیں ہے۔ براہِ کرم وضاحت فرمائیں۔ کیا یہ بات صحیح ہے؟

ج: دین کی جزئیات ہمیں جس طرح اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے ملی ہیں، اسی طرح ان پر عمل مطلوب و مقصود ہے۔ ان میں کسی طرح کی کمی بیشی ہمارے لیے روا نہیں ہے، مثلاً کوئی شخص فجر کی فرض نماز دو رکعت کے بجائے چار رکعت پڑھنے لگے، یا فرض روزوں میں اضافہ کرلے تو اس کا یہ عمل دین میں بدعت قرار پائے گا اور قابلِ رد ہوگا۔ البتہ جو اضافے عہدِ نبویؐ میں صحابہ کرامؓ نے

© rasailojaraid.com